ہستیٔ باری تعالیٰ

ضمیمہ نمبر ۱

خدا کی نافرمانی ــ گندی موت

ضمیمہ نمبر ۲

موعود مسیح و مہدی کی تحریروں سے

جناب ملک محمد سلیم شاہد کی دیگر تصنیفات / تالیفات

۱۔ زندہ اور زندگی بخش خدا (ہستی باری تعالیٰ پر مغربی فلسفہ، اسلامی فلسفہ اور قرآنی دلائل)

۲۔ مسلمان امن کا شہزادہ

۳۔ زندہ اور زندگی بخش ہمارے رسول کریم ﷺ

۴۔ منصف اعظم ﷺ (محمد رسول اعظم و آخر کا عطا فرمودہ آسمانی نظام عدل)

۵۔ سچائی کا نور

۶۔ شطحات

۷۔ انمول موتی (حضرت مسیح موعود کا اردو، عربی، فارسی نعتیہ کلام)

۸۔ پاکستان کا اہم ترین مسئلہ (ارشاداتِ قائداعظمؒ کی روشنی میں)

۹۔ محبت کے ملک کی بادشاہت (۱ تا ۴ ایڈیشن)

۱۰۔ سیرتِ رسول کی فلاسفی اور معرفت

۱۱۔ ہستی باری تعالیٰ مع ضمیمہ نمبر 1

ضمیمہ نمبر 2 خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے

۱۲۔ موعود مسیح کا آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ وسلام

هستی باری تعالیٰ

1- جوامع الکلم ضمیمہ نمبر1

2- خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے ضمیمہ نمبر2

3- تحریریں: حضرت مسیح موعود

ترتیب وتشریح: ملک محمد سلیم شاہد

ناشر: ابوودود رانا تنویر احمد ابن رانا نصر اللہ خاں گجرات

توجہ روحانی: چودھری نصیر الدین گجر ضلعی امیر اوکاڑہ

تعداد 1000

بار اوّل

سن اشاعت مئی 2010ء

مطبع سلور لنک کمپوزر اینڈ پرنٹرز

فسٹ فلور۔احسان منزل۔رائل پارک فون:6369887

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

م-ا

1۔اللہ جو، خدا تعالیٰ کا اسم ذاتی ہے اور جو تمام جمیع صفات کاملہ کا مستجمع ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حی ، قیوم رحمٰن ، رحیم وغیرہ کا موصوف ہے۔

3۔اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم (بقرہ 256)

یعنی اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جو جامع صفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ ہے ۔وہی مستحق عبادات ہے اس کا وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ حی بالذات اور قائم بالذات ہے۔

4۔رب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنے والا ہے اور تکمیل تک پہنچانے والا ہے لیکن عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں۔ ایک جسمانی طور پر دوسرا روحانی طور پر جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہیں۔

5۔ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے مقتدر نشانوں اور معجزات سے انا الموجود کہتا ہے۔

6۔الٰہ کہتے ہیں مقصود، معبود، مطلوب کو، لا مقصود لی، لا مطلوب لی، الا اللہ یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح وستائش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھہرایا جائے۔

7۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ چاہتا ہے اس کے حضور رونے والی آنکھ

پیش کرنی چاہئے۔

نوٹ۔م۔1 سے مراد ملفوضات جلد نمبر 1 ہے

8۔اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا اور تائیدیں کرتا ہے۔

9۔خدا سے محبت ایک ایسی شے ہے جو انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفّٰی انسان بنا دیتی ہے۔

10۔مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا، جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔

11۔مذہب کی اول اینٹ خداشناسی ہے۔

12۔دراصل سچی لذت، اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا اور کسی شے میں نہیں ہے۔

13۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافدۃ (الھمزۃ:7.8) پس یہ وہی غیر اللہ کی محبت کی آگ ہے جو انسانی دل کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور ایک حیرت ناک عذاب اور درد میں مبتلا کر دیتی ہے۔

14۔خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جائیں۔۔۔مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں۔

15۔میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔

م۔2

16۔تمام سعادت مندیوں کا مدار خداشناسی پر ہے۔اور نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو معرفت کاملہ کہلاتی ہے۔

17۔گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات پر کامل یقین انسان کو ہو جاوے کہ خدا ہے اور وہ جزا سزا دیتا ہے۔

18۔خدا نے مجھے مامور کیا ہے اور میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ خدا ہے۔

19۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔**من کان فی ھذہ اعمی فھوفی الآخرۃ اعمی واضل سبیلاً** (بنی اسرائیل 73) یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہوگا وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہوگا بلکہ اندھوں سے بھی بدتر۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو دیکھنے کی آنکھیں۔۔۔اسی جہان سے انسان اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔

20۔اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم ﷺ کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے! چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران:32) یعنی محبوب الٰہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جاوے

(21) نبی نوع کے حقوق کی نگہداشت اور اخوان کے ساتھ تعلقات بشارت دیتے ہیں کہ

خداتعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی ضرور ہے

(22) جو خلوص نیت سے اسے ڈھونڈتا ہے وہ اس کو پالیتا ہے

(23) اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہی ہوتا ہے جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈال دیتا ہے اس سے اس کی رضا بالقضاء اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں۔

24۔ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

25۔ خداتعالیٰ کا فیضان ظرف اور استعداد کے موافق ہوتا ہے۔

26۔ خداتعالیٰ خود انصاف ہے اور انصاف کو دوست رکھتا ہے وہ خود عدل ہے عدل کو دوست رکھتا ہے۔

27۔ خدا را بخدا تواں شناخت اور یہ ذریعہ بغیر امام نہیں مل سکتا کیونکہ وہ خداتعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانوں کا مظہر اور اس کی تجلیات کا مورد ہوتا ہے۔

28۔ میرے دل پر مندرجہ ذیل دعا القاء کی گئی **رب کل شی خادمك رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی** ۔اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے۔۔۔ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی۔

29۔ خدا کبھی معطل نہیں ہوگا۔ ہمیشہ خالق، ہمیشہ رازق، ہمیشہ رب، ہمیشہ رحمان، ہمیشہ رحیم ہے۔

(اللہ تعالیٰ کی ابدی صفات کے تقاضے کے اور اپنی صفت ہادی کے تحت ہر زمانے میں اس نے مامور بھیجے تا لوگوں کو شیطان کے پنجے سے رہائی دلا کر رحمان خدا کی بارگاہ میں

لا ڈالے۔ لہٰذا اس زمانے کے مامور کا انکار خدا کی صفت ہادی کا انکار ہے خاکسار۔مرتب)

30۔ ہر ایک طاقت کا سرچشمہ خدا ہی کی ذات ہے۔

31۔ خداتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے۔

32۔ ہم نے تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ انسان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں بجز اس کے کہ انسان خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرے۔

33۔ مدار نجات صرف یہی امر ہے کہ سچا تقویٰ اور خدا کی خوشنودی اور خالق کی عبادت کا حق ادا کیا جائے۔ الہامات ومکاشفات کی خواہش کرنا کمزوری ہے۔

34۔ اگر مصائب کے وقت میں تم مومن ہو اور خداتعالیٰ سے صلح کرنے والے اور اس کی محبت میں آگے قدم بڑھانے والے ہو تو وہ رحمت ہے تمہارے واسطے۔ کیونکہ خدا قادر ہے کہ آگ کو گلزار کر دے اور اگر تم فاسق ہو تو ڈرو کہ وہ آگ ہے جو بھسم کرنے والی ہے اور قہر وغضب ہے جو نیست ونابود کرنے والا ہے۔

م۔3

35۔ حسن تناسب اعضاء کا نام ہے جب تک یہ نہ ہو ملاحت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ نے اس لئے اپنی صفت **فسوىك فعدلك** (الانفطار 8) فرمائی۔ **فعدلك** کے معنے تناسب کے ہیں کہ نسبتی اعتدال ہر جگہ ملحوظ رہے۔

36۔ جس قدر راستباز بنی دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ کسی ملک اور قوم میں آئے ہوں مگر یہ بات ان سب کی تعلیم میں یکساں ملتی ہے کہ انہوں نے صدقات اور خیرات کی تعلیم دی۔اگر

خدا تعالیٰ تقدیر کے محو و اثبات پر قادر نہیں تو پھر یہ ساری تعلیم فضول ٹھہر جاتی ہے پھر ماننا پڑے گا کہ دعا کچھ چیز نہیں ----معاذ اللہ---

37- جب خدا تعالیٰ کا قرب انسان حاصل کرتا ہے تو اس انسان کی طرف بھی ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے جس کا ثبوت سورۃ العادیات میں ہے عزیز و حکیم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا غلبہ حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ ناحق کا دکھ نہیں۔

38- اللہ تعالیٰ کے تصرفات پر کامل یقین چاہیے۔ جس کا یہ ایمان نہیں ہے اس میں دہریت کی ایک رگ ہے۔ پہلے ایک امر آسمان پر ہو رہتا ہے۔ تب زمین پر ہوتا ہے۔

39- دو ہی چیزیں ہیں جو خدا تک انسان کو پہنچا سکتی ہیں، دیدار۔ جس کی موسیٰؑ نے بھی درخواست کی تھی ---- دوسری چیز خدا تک پہنچنے کی گفتار ہے۔

40- اللہ تعالیٰ وفادار دوست ہے فرماتا ہے۔ **ومن یتوکل علی اللہ** (الطلاق 4) کہ جو خدا کی طرف پورے طور پر آ گیا اور اعداد و غیرہ کسی کی پرواہ نہ کی فھو حسبہ تو پھر خدا تعالیٰ اس کے ساتھ پوری وفا کرتا ہے۔

41- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فاذکرونی اذکرکم** (البقرۃ 153) تم مجھ کو یاد رکھو میں تم کو یاد رکھوں گا یعنی آرام اور خوشحالی کے وقت تم مجھ کو یاد رکھو اور قرب حاصل کرو تا کہ مصیبت میں تم کو یاد رکھوں

42- وہ خدا جو کہ عرصہ سے مخفی چلا آتا تھا اب نقاب اٹھا کر چہرہ دکھا رہا ہے۔ کیا آج تک کسی نے ایسا بولتا خدا دیکھا تھا جیسے کہ اب دن رات بول رہا ہے۔

43- آرام کی صورت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ دل لگایا جاوے۔ جیسے کہا ہے کہ

جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

44- بجز اس طریق کے کہ خدا خود ہی تجلی کرے اور کوئی دوسرا طریق نہیں ہے۔ جس سے اس کی ذات پر یقین کامل حاصل ہو۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار (الانعام 104) سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ابصار پر وہ آپ ہی روشنی ڈالے تو ڈالے ابصار کی مجال نہیں ہے کہ خود اپنی قوت سے اسے شناخت کر لیں۔

45- یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمال صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔

46- اطاعت۔ عبادت خدمت میں اگر صبر سے کام لو تو خدا کبھی ضائع نہ کرے گا۔

47- دنیا فنا کا مقام ہے اس لئے ضروری ہے کہ انسان اس فانی مقام پر دلدادہ نہ ہو بلکہ آخرت کی فکر کرے جو ابدی ہے اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لائے اور اس کی مرضی کو مقدم کر کے اس پر چلے اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کو مقدم نہیں کرتا اور اس پر نہیں چلتا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

48- طالب صادق کا پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غنی بے نیاز ہے اس کو حاجت اس امر کی نہیں کہ میں اس کی طرف رجوع کروں بلکہ مجھے حاجت اور ضرورت ہے کہ اس کی طرف رجوع کروں اور اس کے آستانہ الوہیت پر گروں۔

م-4

49۔ جو دعا سے منکر ہے وہ خدا سے منکر ہے صرف ایک دعا ہی ذریعہ خداشناسی کا ہے۔

50۔ خدا تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو توڑنا اس سے بڑھ کر خباثت کیا ہوگی۔ یہ تو اس کا مقابلہ ہے۔

51۔ بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے، وہ قرب الٰہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔

52۔ اعلیٰ سے اعلیٰ غرض عابد اور پرستار کی یہی ہے کہ اس کا قرب حاصل ہو اور یہی ذریعہ ہے جس سے اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ **اجیب دعوۃ الداع اذا دعان** (البقرۃ 187) کے بھی یہی معنی ہیں کہ وہ جواب دیتا ہے گونگا نہیں ہے۔۔۔ کلام ایک ایسی شے ہے جو کہ دیدار کے قائمقام ہے۔

53۔ ہر ایک شخص اپنی جگہ پر غور کرے اور اپنے نفس پر قیاس کر کے دیکھے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کے تعلقات کس قدر ہیں۔ آیا وہ دنیا اور اس کی شان و شوکت کو اپنا معبود سمجھتا ہے یا حقیقی خدا کو معبود مانتا ہے۔

54۔ حق اللہ۔۔۔ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی اطاعت، عبادت، توحید، ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔

55۔ ہر بات اور فعل میں اللہ تعالیٰ کو نصب العین بنانا چاہیے۔ ورنہ خدا کی قبولیت کے لائق ہرگز نہ ٹھہرے گا۔

56۔ انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیے جس کی وجہ سے اس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاوے گا۔ اگر یہ درد اس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جاوے گا۔ خدا مہلت اس لئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے۔

57۔ بڑا ضروری مسئلہ ہستی باری تعالیٰ کا ہے۔ دراصل یہ ام المسائل ہے

58۔ قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے۔ **والذین جاھد وافینا لنھد ینھم سبلنا** (العنکبوت 70) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے دروازوں کے کھلنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

59۔ انشاء اللہ تعالیٰ کہنے میں انسان اپنی کمزوری کا اظہار کرتا ہے کہ میں تو چاہتا ہوں کہ یہ کام کروں لیکن خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو امید ہے کہ کر سکوں۔

60۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ سچی توبہ کے ساتھ اس کے آگے جھک جاتے ہیں ان کو خدا مل جاتا ہے۔

61۔ ہاں مشو مغرور از حلم خدا   دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

62۔ خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صالح کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے

63۔ یہ بالکل سچ بات ہے کہ جس قدر اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظمت پر ایمان ہوگا اُسی قدر اللہ تعالیٰ سے محبت اور خوف ہوگا۔

64۔نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔

65۔جس نے دین کو مقدم کیا وہ خدا کے ساتھ مل گیا۔۔۔خدا تعالیٰ کو ہر بات پر مقدم کرنا چاہیے۔یہی دین کا خلاصہ ہے۔جتنے برے طریق ہیں ان سب کو ترک کر دینا چاہیے۔

م-5

66۔استقامت شرط ہے۔ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ کو تلاش کرو تو پالو گے۔

67۔قرآن شریف میں آیا ہے۔**ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین** (البقرۃ223) اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں۔

68۔اصل بات یہی ہے کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی خالص محبت سے اس طرح لبریز ہو جاوے جیسے کہ عطر کا شیشہ بھرا ہوا ہو اور خدا تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے۔یہ مراد اگر مل جاوے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی مراد نہیں ہے۔جب اللہ تعالیٰ سے ایسا قرب اور تعلق ہو کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کا تخت گاہ ہو تو یہ ناممکن ہے کہ اس کے انوار و برکات سے مستفیض نہ ہو اور اس کا کلام نہ سنے۔

69۔خدا تعالیٰ کے کام بے نیازی کے بھی ہیں اور وہ رحم بھی کرنے والا ہے۔۔۔اس کی رحمت غالب ہے۔انسان کو چاہیے کہ دعا میں مصروف رہے آخر کار اس کی رحمت دستگیری کرتی ہے۔

70۔اللہ تعالیٰ ہی تمہارا معبود اور محبوب اور مقصود ہو۔اور یہ مقام اسی وقت ملے گا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور ان بتوں کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

71۔انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتی ہیں۔

72۔نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔

73۔خدا تعالیٰ کے ساتھ تو انسان کا فطرتی تعلق ہے کیونکہ اس کی فطرت خدا کے حضور میں **الست بربکم** (الاعراف173) کے جواب میں قالوا بلیٰ کا اقرار کر چکی ہے۔

74۔خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی جو راہیں خود ہی مقرر فرمادی ہیں وہ کچھ کم نہیں۔خدا تعالیٰ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے کہ انسان عفت اور پرہیزگاری اختیار کرے۔صدق وصفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے دینوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتل الی اللہ اختیار کرے۔

75۔آیت قرآنی قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا (الشمس 11:10)

ترجمہ، میں اردو میں ایک دفعہ سوچتا تھا تو یہ شعر لکھا گیا۔

ع کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے

کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

76۔ جب محبت کے ثمرات اس دنیا میں پائے جاتے ہیں اور جب ایک شخص کو دوسرے سے سچی اور خالص محبت ہوتی ہے تو وہ اس سے کوئی فرق نہیں کرتا۔ تو کیا خدا ایسا ہے کہ جس کی دوستی کسی کام نہیں آتی؟

77۔ اسلام کا خدا ایسا قدوس اور قادر خدا ہے کہ اگر تمام دنیا مل کر اس میں کوئی نقص نکالنا چاہے تو نہیں نکال سکتی۔ ہمارا خدا تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا خدا ہے، وہ ہر ایک نقص اور عیب سے مُبرا ہے

78۔ بلکہ ہم قرآن شریف کی رو سے اس خدا کے بندے ہیں جو ہمارا خالق ہے۔ ہمارا مالک ہے ہمارا رازق ہے رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے۔

79۔ خدا کا نام ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ وہی ظاہر ہے اور کوئی ظاہر نہیں۔ خدا کا ظہور دنیا میں انبیاء کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔

80۔ فروتنی کرنے والا ہی خدا تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔

81۔ خدا کو خدا کے عجائبات قدرت اور تصرفات سے جو کہ وہ بذریعہ اپنے الہامات، وحی اور مکالمات دنیا پر ظاہر کرتا ہے پہچان سکتے ہیں۔۔۔ جن لوگوں کو وہ خاص کر لیتا ہے اور حصہ معرفت ان کو عطا کرتا ہے ان پر وہ مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے۔

82۔ وہ چونکہ قدوس اور پاک ہے اس کی قدوسیت اور پاکی کا تقاضا ہے کہ دنیا میں نیکی پھیلے ورنہ انسان اگر بے قید ہو کر بدی اور گناہ کرے گا اور ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کرے گا تو اس

کا وبال بھی خود ہی برداشت کرے گا۔ خدا تعالیٰ کا اس میں کچھ نقصان نہیں۔

83۔ وہ ایمان کیا ہے اگر کوئی شخص کسی چیز کو یا کسی انسان کو خدا پر مقدم کر لے۔ جب تک ہر ایک چیز پر خدا کو مقدم نہ کیا جائے تو وہ شرک کہلاتا ہے۔

84۔ جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے۔

85۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ طبعاً چاہتا ہے کہ وہ پہچانا جاوے وہ اپنی شناخت اور زندگی کے ثبوت میں ہمیشہ حقائق، معارف اور تازہ بتازہ نشان دکھایا کرتا ہے۔

86۔ یہ بات کہ خدا ہے اور یقیناً ہے ہمیشہ انبیاء کے پیش کردہ اصول سے ہی ثابت ہوتا رہا ہے۔ اگر ہماری طرح کے انسان دنیا میں نہ آتے تو خدا کے ثبوت کا کوئی حقیقی اور کامل ذریعہ ہرگز ہرگز دنیا میں نہ ہوتا۔

87۔ خدا تعالیٰ قدوس اور پاک ہے وہ اپنی صفات کے مطابق ہی انسان کو بھی چلانا چاہتا ہے۔ وہ رحیم ہے انسان سے بھی رحم چاہتا ہے۔ وہ کریم ہے انسان سے بھی کرم چاہتا ہے۔

88۔ خدا تعالیٰ انسان کو اپنی صفات کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔

89۔ خدا تعالیٰ کی ذات انسان کی زندگی کے واسطے ایک دائمی راحت اور خوشی کا سرچشمہ ہے۔

90۔ خدا سے دوری اور الگ ہونا بھی گناہ اور باعث دکھ اور رنج و مصیبت ہے۔ جن باتوں کو خدا اپنی تقدیس کی وجہ سے پسند نہیں کرتا وہی گناہ ہے۔

91۔انسان خداہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔اس لئے اس کی ساری خوشیوں کی انتہا ساری راحتوں کی غایت اسی میں ہوسکتی ہے کہ وہ سارے کا سارا خداہی کا ہوجاوے۔

92۔خدا کے بندوں کو زیادہ تر نفع پہنچانے والا وہی شخص ہوتا ہے جو الہام و عقل کا جامع ہو۔

93۔خداوند کریم۔۔۔فی الحقیقت قیوم عالم ہے۔

94۔وہ قیوم عالم،علت العلل ہونے کی وجہ سے ہمارے ظاہر اور ہمارے باطن اور ہمارے اول اور ہمارے آخر اور ہمارے فوق اور ہمارے تحت ہمارے یمین اور ہمارے یسار اور ہمارے دل اور ہماری جان اور ہمارے روح کی تمام طاقتوں پر احاطہ کر رہا ہے

95۔کوئی ایسا نہیں جس نے اس (خدا) کو طلب کیا اور نہ پایا

عاشق کہ شد کہ بحالش نظر نہ کرد — اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

96۔تمام خوشیاں عارفوں کی اور تمام راحتیں غم زدوں کی اس میں ہیں کہ خداتعالیٰ کی قدرتوں کا کنارہ لایدرک ہے۔

97۔خداتعالیٰ خاص طور پر ان (اپنے خاص دوستوں) کا متولی ہوجاتا ہے۔

98۔نیک بندوں کو خدا کا دیدار اسی جہان میں ہو جاتا ہے اور وہ اس جگ میں اپنے پیارے کا درشن پالیتے ہیں۔جس کے لئے وہ سب کچھ کھوتے ہیں۔

99۔جو لوگ خداتعالیٰ کے محب ہیں وہ موت سے نہیں مرتے کیونکہ ان کا پانی اور ان کی روٹی اُن کے ساتھ ہوتی ہے۔

100۔کیا وہ (انسان) اس خدا کے وجود پر شک رکھتا ہے جس کی ہستی پر ذرہ ذرہ مہر لگا رہا

ہے۔

101۔وہی قادر خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے۔۔۔جو شخص اس کی پناہ چاہتا ہے اس کو ضائع نہیں کرتا اس کے لئے حمد اور جلال اور عظمت ہے۔

102۔خداتعالیٰ نے دعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے۔

103۔وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے وہی قادر اور قدوس خدا میرے پر تجلی فرما ہوا ہے۔

104۔دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو۔

105۔میری قلم اس مولا کو خوش کرنے کے لئے تراشی گئی ہے۔

106۔خدا نے اپنی وحی تازہ کے ذریعہ ہمیں اپنی خاص چمکاریں دکھائیں یہاں تک کہ ہم نے اس خدا کو دیکھ لیا۔

107۔اصل چیز خدا کا خالص امر ہے اور اسباب تو سایہ کی طرح ہیں۔

108۔اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دعا بھی کرو اور کوشش بھی کرو اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔

109۔خدا برحق ہے لیکن اس کا چہرہ دیکھنے کا آئینہ وہ منہ ہیں جن پر اس کے عشق کی بارشیں ہوئیں جن کے ساتھ خدا ایسا ہم کلام ہوا جیسے ایک دوست، دوست سے۔

110۔سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں۔

111۔ وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم

اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

112۔نجات کا تمام مدار خداتعالیٰ کی محبت ذاتیہ پر ہے اور محبت ذاتیہ اس محبت کا نام ہے جو روحوں کی فطرت میں خداتعالیٰ کی طرف سے مخلوق ہے۔

113۔چشمہ نجات ابدی کا وصال الٰہی ہے۔

114۔حقیقی صفت خداتعالیٰ کی محبت اور رحم ہے۔وہی ام الصفات ہے۔

115۔کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟

116۔وہی ایک قوم ہے جو خدانما ہے (یعنی انبیاء کی قوم) جن کے ذریعے وہ خدا جس کا وجود، دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے۔

117۔خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع وعلیم ورحیم ہے اس لئے وہ اپنے حقیقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو ان کی معروضات کا جواب دیتا ہے۔

118۔خاص محبت الٰہی اور خاص عشق الٰہی اخفاء کو چاہتا ہے۔

119۔خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور وراء الوراء اور لایدرک ہیں۔

120۔خدا کو وہی پاتے ہیں جو آپ خدا کے ہو جاتے ہیں۔جو لوگ ہر ایک ناپاکی کے دروازے اپنے پر بند کرتے ہیں۔انہیں پر اس پاک کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

121۔ہمارا خدا بڑا رحیم وکریم ہے کہ رونے والوں پر اس کا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں۔

122۔قل مایعبئو بکم لولا دعاؤ کم (الفرقان۔78)

یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری کیا پرواہ رکھتا ہے اگر تم بندگی نہ کرو اور دعاؤں میں مشغول نہ رہو۔

نمبر شمار	حوالے	ملفوظات نمبر
1	رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء	63
2	الحکم۔17 فروری 1901ء	443
3	رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء	72
4	الحکم۔10 فروری 1900ء	314-315
5	الحکم۔10 فروری 1900ء	320
6	الحکم۔10 فروری 1900ء	321
7,8,9	الحکم 17 تا 24 مئی	234
10	رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء	82
11	الحکم 17 جولائی 1901ء	111
12	الحکم 24 مئی 1901ء	508
13	رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء	70
14	رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء	47
15	الحکم 12 اپریل 1899ء	108
م-2		
16	الحکم 30 نومبر 1901ء	3
17	ایضاً	9

نمبر شمار	حوالے	صفحہ نمبر
18	ایضاً	10
19	الحکم 10 جنوری 1902ء	19
20	الحکم 31 جولائی 1902ء	62
21	الحکم 17 اگست 1902ء	68
22	الحکم 24 جنوری 1902ء	76
23	الحکم 17 دسمبر 1902ء	147
24	ایضاً	
25	الحکم 10 اگست 1902ء	227
26	الحکم 17 اکتوبر 1902ء	310
27	الحکم 24 مئی 1905ء	345
28	البدر 12 دسمبر 1902ء	568
29	الحکم 10 جنوری 1903ء	637
30	الحکم 24 جنوری 1903ء	679
31	الحکم 10 مارچ 1903ء	703
م-3		
32	البدر 13 مارچ 1903ء	132

نمبر شمار	حوالے	صفحہ نمبر
33	البدر 13 مارچ 1903ء	135
34	الحکم 24 مارچ 1903ء	154
م-3		
35	البدر 10 اپریل 1903ء	201
36	الحکم 10 اپریل 1903ء	202
37	الحکم 24 اپریل 1903ء	226
38	الحکم 24 اپریل 1903ء	230
39	الحکم 17 اپریل 1903ء	237
40	البدر 31 جولائی 1903ء	376
41	البدر 31 جولائی 1903ء	378
42	البدر 31 جولائی 1903ء	380
43	البدر 16 اکتوبر 1903ء	441
44	البدر 16 دسمبر 1904ء	480
45	الحکم 17 جنوری 1904ء	504
46	البدر 16 مارچ 1904ء	619
47,48	الحکم 31 مئی 1904ء	640

نمبر شمار	حوالے	صفحہ نمبر
م-4		
49	الحکم 16 مئی 1904ء	1
50	الحکم 10/17 جون 1904ء	21
51	البدر یکم جولائی 1904ء	45
52	الحکم 31 جولائی 10 اگست 1904ء	83
53	الحکم 24 ستمبر 1904ء	143
54	البدر 10 جنوری 1905ء	214
55	البدر 21 جنوری 1905ء	220
56	البدر 20 جنوری 1905ء	222
57	البدر 5 مارچ 1905ء	238
58	الحکم 10 جولائی 1905ء	240
م-4		
59	بدر جون 1905ء	292
60	بدر 24 اگست 1905ء	352-353
61	بدر 29 ستمبر 1905ء	385
62	الحکم 10 اکتوبر 1905ء	402

نمبر شمار	حوالے	صفحہ نمبر
63	الحکم 10 اکتوبر 1905ء	404
64	الحکم 10 نومبر 1905ء	438
65	بدر 9 فروری 1905ء	42
66,67	الحکم 24 جولائی 1905ء	43
68	الحکم 10 دسمبر 1905ء	77
69	بدر 8 نومبر 1905ء	79
70	بدر 10 جنوری 1905ء	92
71-72	الحکم 17 جنوری 1905ء	106
73	بدر 14 مارچ 1905ء	163
74	بدر یکم اگست 1905ء	246
75	بدر 21 نومبر 1905ء	360
76	بدر 9 جنوری 1905ء	384
م-4		
77	بدر 9 جنوری 1905ء	386
78	بدر 16 جنوری 1908ء	425
79	الحکم 26 مارچ 1908ء	499

نمبر شمار	حوالے	صفحہ نمبر
80	الحکم 30 اگست 1908ء	480
81	الحکم 6 اگست 1908ء	591
82	الحکم 6 اگست 1908ء	597
83-84	الحکم 14 اگست 1908ء	602
85-86	الحکم 2 جون 1908ء	620
87-88	الحکم 30 مئی 1908ء	679
89-90	الحکم 2 جون 1908ء	622-623
91	الحکم 10 جنوری 1902ء	7
92	براہین احمدیہ حصہ سوم	195
93	براہین احمدیہ چہارم	356
94	براہین احمدیہ چہارم	359
95	براہین احمدیہ چہارم	378
96	سرمہ چشم آریہ	301
97	ازالہ اوہام	446
98	اسلامی اصول کی فلاسفی	104
99	اسلامی اصول کی فلاسفی	126

نمبر شمار	حوالے	صفحہ نمبر
100	کتاب البریہ	1
101	نجم الہدیٰ	201
102	ایام الصلح	30
103	رسالہ جہاد	40
104	اربعین	45
105	اعجاز المسیح	197
106	نزول المسیح	36
107	مواہب الرحمٰن	47
108	لیکچر لاہور	47
109	براہین احمدیہ	50
110-111	براہین احمدیہ	120
112	چشمہ مسیحی	25
113-114	چشمہ مسیحی	26
115	حقیقت الوحی	81
116	حقیقت الوحی	114

نمبر شمار	حوالے	صفحہ نمبر
118	چشمہ معرفت	167
119	،،	269
120	تبلیغ رسالت جلد4	57
121-122	،، جلد10	1

ہستی باری تعالیٰ ضمیمہ نمبر1

،، خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ضمیمہ نمبر2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہستی باری تعالیٰ

ضمیمہ نمبر 1

خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے

اللہ تعالیٰ کا موضوع کثیر الاطراف اور وسیع الجہات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید میں لفظ اللہ 2697 بار آیا ہے (المعجم المفہرس) خدا کے اسم ذات اللہ کے لفظ کے علاوہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی صفات یا اسماء الحسنیٰ کا بکثرت استعمال اس حقیقت کو ثابت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا موضوع یا مسئلہ ام المسائل ہے۔ کتاب ہستی باری تعالیٰ میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے ان اہم موضوعات کو بیان کیا گیا ہے۔ 1۔ اثبات باری تعالیٰ 2 صفات باری تعالیٰ 3۔ وحی الہام کشف رویاء 4۔ قرب الٰہی۔ تعلق باللہ توحید الٰہی وغیرہ۔ 5 دعا یہ تمام موضوعات ہستی باری تعالیٰ کے موضوع کی مختلف اطراف وجہات (DIMENSIONS) کو بیان کرتے ہیں۔ لیکن ایک اور اہم موضوع گناہ یا خدا کی نافرمانی کا موضوع ہے۔ جو دراصل خدا سے دوری بلکہ خدا کے انکار اور دہریت سے متعلق۔ یہ موضوع ہستی باری تعالیٰ کے موضوع سے قریبی طور پر جڑا ہوا ہے۔ (Closely Related) ہے اس تعلق میں حضرت مسیح موعود کے چند حوالے پیش خدمت ہیں۔ جن سے اس حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے گناہ یا خدا کی نافرمانی کا موضوع ہستی باری تعالیٰ کے موضوع میں شامل و داخل ہے اس کتابچے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ خدا کے قریب ہونے میں دعا کی

قبولیت میں امن وخوشحالی عزت کی زندگی بسر کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اللہ تعالیٰ کی معصیت، نافرمانی ہے۔ "میں جو بات آپ کو پہنچانا چاہتا تھا وہ یہی ہے کہ میں انسان کو گناہ سے بچنے کا حقیقی ذریعہ بتاتا ہوں اور خدا پر سچا ایمان پیدا کرنے کی راہ دکھاتا ہوں" (ملفوظات 2 صفحہ 24-23)۔ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ایسی چیز ہے جو انسان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد کرتی ہے (ملفوظات صفحہ 267)۔ اس وقت انسان گناہ کرتا ہے جب تک وہ خدا سے بے خبر رہتا ہے انسان کو چاہیے کہ گناہ کی زہریلی ہوا سے بچنے کے لئے رحمٰن کی پناہ میں آجاوے وہ چیز جو انسان اور رحمان میں دوری اور تفرقہ ڈالتی ہے وہ فقط گناہ ہی ہے۔ جو اس سے بچ گیا اس نے خدا تعالیٰ کی گود میں پناہ لی"۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے حوالے حضرت صاحب کے، اس حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ گناہ اور جرم اور خدا کی معرفت یکجا نہیں ہو سکتے، خدا کی نافرمانی اس کی سزا اور اللہ کا موضوع ایک حقیقت کے دو رخ ہیں مغربی علم مجرمیات اس تعلق میں اندھا بہرا اور گونگا ہے۔ جس میں اس حقیقت کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ کہ گناہ اصل میں خدا کی عدم معرفت کا نام ہے

خاکسار۔ ملک محمد سلیم شاہد۔ لاہور مئی 2010ء

گناہ ایک زہر، خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے

(1) میں جو بات آپ کو پہنچانا چاہتا تھا وہ یہی ہے کہ میں انسانوں کو گناہ سے بچنے کا حقیقی ذریعہ بتاتا ہوں اور خدا پر سچا ایمان پیدا کرنے کی راہ دکھاتا ہوں۔ یہی میرا مقصد ہے جس کو لے کر میں دنیا میں آیا ہوں۔

(2) میں آپ کو اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی سچی معرفت، جس کی گرمی سے گناہ کا کیڑا ہلاک ہوتا ہے اسلام میں ملتی ہے۔

(3) ہر ایک نبی کی اصل غرض اور مقصد یہ رہا ہے کہ لوگ گناہوں سے نجات پا کر اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے بکلی نفرت کر کے خدا ہی کے لئے ہو جاویں۔ انسانی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ وہ خدا کے لئے ہو جائے دیکھو انسان کا اگر کوئی عضو اپنی جگہ سے ہٹا دیا جائے مثلاً بازو ہی اتر جائے یا انگلی یا انگوٹھا ہی اصل مقام سے ہٹ جاوے تو کس قدر درد اور کرب پیدا ہوتا ہے۔ یہ جسمانی نظارہ روحانی اور اخروی عالم کے لئے ایک زبردست دلیل ہے اور جہنم کے وجود پر ایک گواہ ہے گناہ یہی ہوتا ہے کہ انسان اس مقصد سے جو اس کی پیدائش سے رکھا گیا ہے دور ہٹ جاوے پس اپنے محل سے ہٹنے میں صاف درد کا ہونا ضروری ہے۔

(4) میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ایسی چیز ہے جو انسان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد کرتی ہے۔

(5) یہاں تک رسول اللہ ﷺ کی قوت قدسی بااثر تھی کہ آج اس زمانہ میں بھی تیرہ سو برس

کے بعد سلب ذنوب کی وہی قوت اور تاثیر رکھتی ہے جو اس وقت میں رکھتی تھی۔

(6) گناہ سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف دل پر ہو اور جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو اپنا خوف ڈال دیتا ہے محبت بھی ایک ذریعہ گناہ سے بچنے کا ہے۔

(7) قرآن شریف میں بھی ہے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحب السعیر (الملک) یعنی اگر ہم شریعت پر چلتے یا کانشنس پر ہی عمل کرتے تو اصحب السعیر سے نہ ہوتے خاکسار (یہاں حضور نے گناہ کی ایک قرآنی تعریف Definition بیان فرمائی ہے (خاکسار مرتب)

(8) اصل تقویٰ جس سے انسان دھویا جاتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور جس کے لئے انبیاء آتے ہیں وہ دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ کوئی ہوگا جو قد افلح من زکھا (الشمس: 10) کا مصداق ہوگا۔ پاکیزگی اور طہارت عمدہ شے ہے انسان پاک اور مطہر ہو تو فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں لوگوں میں اس کی قدر نہیں ہے ورنہ ان کی لذات کی ہر شے حلال ذرائع سے ان کو ملے چور چوری کرتا ہے کہ مال ملے لیکن اگر وہ صبر کرے تو خدا تعالیٰ اسے اور ذریعہ سے مالا مال کر دے گا۔ اسی طرح زانی زنا کرتا ہے۔ اگر صبر کرے تو خدا تعالیٰ اس کی خواہش کو اور (جائز راہ) سے پوری کر دے جس سے اسکی رضا حاصل ہو۔ حدیث میں ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا۔ اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا مگر اس حالت میں کہ وہ مومن نہیں ہوتا۔ جیسے بکری کے سر پر شیر کھڑا ہو تو وہ گھاس بھی نہیں کھا سکتی تو بکری جتنا ایمان بھی لوگوں کا نہیں ہے اصل جڑ اور مقصود تقویٰ ہے جسے وہ عطا ہو تو سب

کچھ پا سکتا ہے۔ بغیر اس کے ممکن نہیں ہے کہ انسان صغائر اور کبائر سے بچ سکے۔ انسانی
حکومتوں کے احکام گناہوں سے نہیں بچا سکتے۔ حکام ساتھ ساتھ تو نہیں پھرتے کہ ان
کو خوف رہے کے انسان اپنے آپ کو اکیلا خیال کر کے گناہ کرتا ہے ورنہ وہ کبھی نہ کرے اور
جب وہ اپنے آپ کو اکیلا سمجھتا ہے اس وقت وہ دہریہ ہوتا ہے اور یہ خیال نہیں کرتا کہ
میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ مجھے دیکھتا ہے ورنہ اگر وہ یہ سمجھتا تو کبھی گناہ نہ کرتا

(9) گناہ ایک روحانی بیماری ہے جب تک اس کی ماہیت معلوم نہیں ہوتی اس وقت تک
انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا..... عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اس وقت تک انسان گناہ
کرتا ہے جب تک وہ خدا سے بے خبر رہتا ہے۔ بھلا کیا کوئی شخص جو چوری کرتا ہے۔ وہ اس
وقت کرتا ہے جب گھر کا مالک جاگتا ہو اور روشنی بھی ہو یا اس وقت کرتا ہے جبکہ گھر کا مالک
سویا ہوا ہو اور ایسا اندھیرا ہو کہ کچھ دکھائی نہ دیتا ہو، صاف ظاہر ہے کہ وہ اس وقت چوری
کرتا ہے جب وہ یقین کرتا ہے کہ مالک بے خبر ہے اور روشنی نہیں ہے اسی طرح پر ایک شخص
جو گناہ کرتا ہے وہ اس وقت کرتا ہے جب کہ خدا سے بے خبر ہوتا ہے اور اس کو اس پر کچھ یقین
نہیں ہوتا نہ اس وقت جبکہ اس کو یقین ہو کہ خدا ہے اور وہ اس کے اعمال کو دیکھتا ہے اور اس
کو سزا دے سکتا ہے اور یہ علم ہو کہ اگر میں کوئی کام اس کی خلاف مرضی کروں گا تو وہ اس کی
سزا دے گا۔ جب یہ علم اور یقین خدا کی نسبت ہو تو پھر گناہ کی طرف میل اور توجہ نہیں ہو سکتی
جب انسان یہ یقین رکھتا ہے کہ میں ہمیشہ اس کے ماتحت ہوں اور وہ میری بداعمالیوں کی
سزا دے سکتا ہے اور میرے اعمال کو دیکھتا ہے پھر جرات نہیں کر سکتا جیسے ایک بھیڑ کو بھیڑیے

کے سامنے باندھ دیا جاوے تو کسی دوسرے کے کھیت کی طرف جانا در کنار اس کے سامنے
کتنا ہی گھاس کھانے کے لئے ڈالا جاوے تو وہ اسکی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھے
گی۔ کیونکہ ایک خوف جان اس پر غلبہ کئے ہوئے ہے پس جبکہ خوف ایک وحشی جانور تک
اپنا اتنا اثر کر سکتا ہے کہ وہ کھانا تک چھوڑ دیتا ہے تو پھر انسان جب اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے
سامنے اسی طرح سمجھے اور یقین کرے کہ وہ دیکھتا ہے اور گناہ پر سزا دیتا ہے تو پھر اس یقین
کے بعد گناہ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا ہے بلکہ وہ یقین رکھتا ہے وہ صاعقہ کی طرح اس
پر گرے گا اور تباہ کر دے گا۔ پس یہ خوف جو خدا تعالیٰ کو بزرگ و برتر اور قدرت والا ماننے
سے پیدا ہوتا ہے اس کو گناہ سے بچائے گا

بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان دو قسم کا ہے ایک وہ ایمان ہے جو صرف زبان تک محدود ہے
دو قسم ایمان کی یہ ہے کہ عملی شہادتیں اس کے ساتھ ہوں جب تک
ایک آدمی خدا کو مانتا ہے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک شخص خدا کو مانتا بھی ہو
اور پھر گناہ بھی کرتا ہو۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ پہلی قسم کے ماننے والوں کا ہے میں جانتا ہوں کہ
وہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس اقرار کے ساتھ ہی
وہ دنیا کی نجاستوں میں مبتلا اور گناہ کی کدورتوں سے آلودہ ہیں۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ وہ
خاصہ جو ایمان باللہ کا ہے اس کو حاضر ناظر مان کر پیدا نہیں ہوتا۔ دیکھو انسان ایک ادنیٰ
درجے کے چوہڑے چمار کو حاضر ناظر دیکھ کہ اس کی چیز نہیں اٹھاتا پھر اس خدا کی مخالفت
اور اس کے احکام کی خلاف ورزی میں دلیری اور جرات کیوں کرتا ہے۔ جس کی بابت

کہتا ہے مجھے اس کا اقرار ہے...... دیکھو سنکھیا ایک
زہر ہے اور انسان جبکہ اس بات کا علم رکھتا ہے کہ اس کی ایک رتی بھی ہلاک کرنے کو کافی
ہے تو کبھی وہ اس کو کھانے کے لئے دلیری نہیں کرتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس
کا کھانا ہلاک ہونا ہے۔ پھر کیوں وہ خدا تعالیٰ کو مان کر ان نتائج کو پیدا نہیں کرتا جو ایمان
باللہ کے ہیں اگر سنکھیا کے برابر بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو اس کے جذبات اور جوشوں پر موت
وارد ہو جاوے مگر نہیں۔ یہ کہنا پڑے گا کہ نرا قول ہی قول ہے ایمان کو یقین کا رنگ
نہیں دیا گیا ہے اور دھوکہ کھاتا ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں پس اگر خدا کو مان
کر ایک پیسہ کے سنکھیا جتنا بھی اثر اور یقین نہیں تو سمجھ لو کہ کچھ بھی نہیں مانتا اور اصل یہ ہے کہ
ساری خرابی کی جڑھ گیان کی کوتاہی ہے..... ایمان تو انسان کے نفسانی جذبات کو مردہ
کر دیتا ہے اور گناہوں کی قوتوں کو سلب کر دیتا ہے..... میں یہ کبھی نہیں مان سکتا کہ ایمان
بھی ہو اور گناہ بھی ہو۔ ایمان روشنی ہے اس کے سامنے گناہ کی ظلمت رہ نہیں سکتی بھلا یہ کبھی
ہو سکتا ہے کہ دن بھی چڑھا ہو اور رات کی تاریکی بھی بدستور موجود ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا پس
اصل سوال یہ رہ جاتا ہے کہ گناہ سے کیونکر بچیں اس کا علاج وہی ہے جو میں نے بیان
کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان پیدا ہو..... سچا ایمان گناہ کو باقی نہیں رہنے دیتا.....

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چوں دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں

(3/2) عصمت انبیاء کا یہی راز ہے یعنی نبی کیوں معصوم ہوتے ہیں تو اس کا یہی جواب ہے
کہ استغراق محبت الٰہی کے باعث معصوم ہوتے ہیں۔ جب تک انسان موت کا احساس نہ
کرے وہ نیکیوں کی طرف جھک نہیں سکتا (اور بدی سے بچ نہیں سکتا، ناقل) گناہ غیر اللہ کی
محبت دل میں پیدا ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ دل پر غلبہ کر لیتا ہے پس گناہ سے
بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے یہ بھی ایک ذریعہ ہے کہ انسان موت کو یاد رکھے اور خدا تعالیٰ
کے عجائبات قدرت میں غور کرتا رہے کیونکہ اس سے محبت الٰہی اور ایمان بڑھتا ہے
اور جب خدائے تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو وہ گناہ کو جلا کر بھسم کر جاتی ہے

(4) دوسرا ذریعہ گناہ سے بچنے کا احساس موت ہے اگر انسان موت کو اپنے سامنے رکھے تو وہ
ان بدکاریوں اور کوتاہ اندیشیوں سے باز آ جائے۔ خدا تعالیٰ پر اسے ایک نیا ایمان حاصل ہو
اور اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ کرنے اور نادم ہونے کا موقعہ ملے عاجز انسان کی ہستی کیا ہے؟
صرف ایک دم (سانس، ناقل) پر انحصار ہے پھر کیوں وہ آخرت کا فکر نہیں کرتا اور موت
سے نہیں ڈرتا اور نفسانی اور حیوانی جذبات کا مطیع اور غلام ہو کر عمر ضائع کر دیتا ہے....
احساس موت انسان کو دنیا کی لذات میں بالکل منہمک ہونے سے اور خدا سے دور جا پڑنے
سے بچا لیتا ہے

(5) اس سلسلہ سے اللہ تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ کم
ہو گیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے
ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے

ہیں مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے (گناہ) ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقوئی و طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے اس غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے

(6) انسان جب فسق و فجور میں پڑ جاتا ہے تو پھر ان لذات کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ اس کے چھوڑنے کی ایک ہی راہ ہے کہ گناہ کی معرفت انسانوں کو ہو اور یہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ گناہ پر سزا دیتا ہے۔ حیوان بھی جب معرفت پیدا کر لیتا ہے کہ یہ کام کروں گا تو سزا ملے گی تو وہ بھی اس سے بچتا ہے۔ کتے کو بھی ایک چھڑی دکھائی جائے تو وہ بھاگتا ہے اور دہشت زدہ ہو جاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ انسان، انسان ہو کر خدا تعالیٰ سے اتنا بھی نہ ڈرے جتنا ایک حیوان سوٹے سے ڈرتا ہے بھیڑیئے کے پاس اگر بکری باندھ دی جاوے تو وہ گھاس نہیں کھا سکتی۔ کیا اس بھیڑیئے جتنی دہشت بھی خدا کی نہیں ہے

(7) دیکھو گناہ کبیرہ بھی ہیں ان کو تو ہر ایک جانتا ہے اور اپنی طاقت کے موافق نیک انسان ان سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ مگر تمام گناہوں سے کیا کبائر اور کیا صغائر سب سے بچو۔ کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جس کے استعمال سے زندہ رہنا محال ہے گناہ ایک آگ ہے جو روحانی قوئی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ پس تم ہر ایک قسم کے کیا صغیرہ کیا کبیرہ سب اندرونی بیرونی گناہوں سے بچو۔ آنکھ کے گناہوں سے، ہاتھ کے گناہوں سے، کان ناک

اور زبان اور شرمگاہ کے گناہوں سے بچو۔

8۔ فاسق فاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے۔

9۔ جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے وہ نجاست کھاتا ہے اگر انسان بدی کو خدا کے خوف سے چھوڑ دے تو خدا اس کی جگہ نیک بدلہ اسے دیتا ہے۔۔۔۔ خدا کو چھوڑ کر بدی اور گند میں رہنا صرف خدا کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اس میں خدا تعالیٰ پر ایمان میں بھی شک ہوتا ہے۔

10۔ خدا تعالیٰ نے اس (سود۔ ناقل) کی حرمت مومنوں کے واسطے مقرر کی ہے اور مومن وہ ہوتا ہے جو ایمان پر قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔۔۔۔ مومن کے لئے خدا خود سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ تمام راستبازوں کا مجرب نسخہ ہے کہ مصیبت اور صعوبت میں خدا خود کوئی راہ نکال دیتا ہے۔۔۔۔ لوگ خدا کی قدر نہیں کرتے جیسا بھروسہ ان کو حرام کے دروازے پر ہے ویسا خدا پر نہیں۔

11۔ یاد رکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ جس کو معلوم ہی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

12۔ گناہ ایک مہلک زہر مثل سم الفار وسٹر کینا وغیرہ کے ہیں۔ مگر توبہ کے ساتھ مل کر یہ تریاق کا حکم رکھتے ہیں۔ انسان کے اندر رعونت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر

گناہ سے کسر نفس پیدا ہو جاتی ہے۔

13۔ پانچوں نمازیں عمدہ طرح سے پڑھا کرو۔ روزہ صدق سے رکھو اور اگر صاحب توفیق ہو تو زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال میں بھی کمربستہ رہو اور ہر قسم کے گناہ سے اور شرک اور بدعت سے بیزار رہو۔ اصل میں گناہ کی شناخت کے اصول صرف دو ہی ہیں۔ اول حق اللہ کی بجا آوری میں کمی یا کوتاہی۔ دوم حق العباد کا خیال نہ رکھنا۔

14۔ ہماری جماعت کو اس پر توجہ کرنی چاہیے کہ ذرا سا گناہ خواہ کیسا ہی صغیرہ ہو جب گردن پر سوار ہو گیا تو رفتہ رفتہ انسان کو کبیرہ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے۔ طرح طرح کے عیوب مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہی اندر ایسے رچ جاتے ہیں کہ ان سے نجات مشکل ہو جاتی ہے۔

انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آ جاتی۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارہ نہیں پا سکتا کبیر نے سچ کہا ہے۔

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام — جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان۔

15۔ انسان جب ضعف بشریت سے سہو گناہ کر بیٹھتا ہے اور پھر ذرہ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا تو پھر دل پر سیاہ زنگ بیٹھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ قلب انسانی کہ خشیت الٰہی سے گداز اور شفاف تھا سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ مگر جونہی انسان اپنی مرض قلب کو معلوم کر کے اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور شب و روز نماز میں دعائیں۔ استغفار و زاری و قلق جاری رکھتا

ہے اور اس کی دعائیں انتہا کو پہنچتی ہیں تو تجلیات الٰہی اپنے فضل کے پانی سے اس ناپاکی کو دھو ڈالتی ہیں اور انسان بشرطیکہ ثابت قدم رہے ایک قلب لے کر نئی زندگی کا جامہ پہن لیتا ہے گویا کہ اس کا تولد ثانی ہوا ہے۔۔۔۔ انسان کو چاہیے کہ گناہ کی زہریلی ہوا سے بچنے کے لئے رحمٰن کی پناہ میں آ جاوے وہ **چیز** جو انسان اور رحمٰن میں دوری اور تفرقہ ڈالتی ہے وہ فقط گناہ ہی ہے۔ جو اس سے بچ گیا اس نے خدا تعالیٰ کی گود میں پناہ لی۔ دراصل گناہ سے بچنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ اول یہ کہ انسان خود کوشش کرے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے جو زبردست مالک و قادر ہے استقامت طلب کرے یہاں تک کہ اسے پاک زندگی میسر آ جاوے اور یہی تزکیہ نفس کہلاتا ہے۔

16۔ سچے اضطراب اور سچی تڑپ سے جناب الٰہی میں گداز ہوا ہوا ایسا کہ وہ قادر **الحی القیوم** دیکھ رہا ہے۔ جب یہ حالت ہو گی تو گناہ پر دلیری نہ کرے گا۔ جس طرح انسان آگ یا اور ہلاک کرنے والی اشیاء سے ڈرتا ہے ویسے ہی اس کو گناہ کی سرزنش سے ڈرنا چاہیے گنہگار زندگی انسان کے لئے دنیا میں مجسم دوزخ ہے جس پر غضب الٰہی کی سموم چلتی ہے اور اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ جس طرح آگ سے انسان ڈرتا ہے اسی طرح گناہ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آگ ہے

(17) تعلقات الٰہی ہمیشہ پاک لوگوں سے ہوا کرتے ہیں

(18) .... جو شخص دعویٰ سے کہتا ہے کہ میں گناہ سے بچتا ہوں وہ جھوٹا ہے۔ جہاں شرینی ہوتی ہے وہاں چیونٹیاں ضرور آتی ہیں اسی طرح نفس کے تقاضے تو ساتھ لگے ہی ہیں ان

سے نجات کیا ہوسکتی ہے؟ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا ہاتھ نہ ہو تو انسان گناہ سے نہیں بچ
سکتا

(19) دوزخ کے سات دروازوں کے جو اصول جرائم سات ہیں ان میں سے ایک بدظنی
ہے۔ بدظنی سے انسان ہلاک ہوتا ہے اور تمام باطل پرست بدظنی سے گمراہ ہوئے
دوسرا اصول تکبر ہے۔ ... تیسرا اصول جہالت ہے چوتھا اصول اتباع ہوئی ہے
پانچواں اصول کورانہ تقلید ہے (معلوم ہوتا ہے باقی دو اصول ڈائری نویس نوٹ کرنا بھول
گئے۔ مرتب)

(20) گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک بندوں کے اور ایک خدا کے۔ جیسے چوری ہے یہ
عبد کا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی چوری شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات چرا کر دوسرے
کو دیتا ہے چونکہ یہ ایک بڑی زبردست ہستی کی چوری ہے اس لئے اس کی سزا بھی بہت ہی
بڑی ملتی ہے

(21) گناہ سے نجات محض خدا تعالیٰ کے فضل اور تصرف سے ملتی ہے جب وہ تصرف
کرتا ہے اور دل میں وعظ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر ایک نئی قوت انسان کو ملتی ہے جو اس کے دل
کو گناہ سے نفرت دلاتی ہے اور نیکیوں طرف رہنمائی کرتی ہے

(22) اصل میں بڑی ضرورت خدا شناسی کی ہے۔ اس کے نہ ہونے سے گناہ ہوتا ہے
کتا ایک ذلیل سے ذلیل جانور ہے مگر اس سے خوف زدہ ہو کر وہ راہ چھوڑ دیتا ہے اسی طرح
جس راہ میں اسے علم ہو کہ سانپ یا بھیڑیا ہے اسے چھوڑ دیتا ہے۔ جب وہ ادنیٰ ترین

جانوروں سے ڈرتا ہے تو کیا خدا کے وجود کا اسے اتنا بھی خوف نہیں کہ اس سے ڈر کر گناہ سے
باز رہے زہر اس کے سامنے ہو تو اُس کو نہیں کھائے گا لیکن گناہ کو دیدہ دانستہ کرے گا۔ اصل
بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں ہے حالانکہ مشاہدہ کرتا ہے کہ اُس نے ایک
جہنم یہاں بھی تیار کر رکھا ہے کہ جب کوئی بدکاری کرتا ہے تو اس کی سزا بھی ساتھ ہی پاتا ہے
جس کسی کی جہنمی زندگی ہے وہ خوب محسوس کرے گا۔ سچی بات یہ ہے کہ جرائم پیشہ کو وہ کبھی
نہیں چھوڑتا جو شخص دلیری اور چالاکی سے گناہ کرتا ہے اس کا انجام بد ہوتا ہے۔ یہ تو جسمانی
طور پر گناہ کی سزا ہے لیکن روحانی طور پر بھی جو شخص خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانتا وہ جہنم ہی ہے
بھلا یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ حیوانوں کی طرح کھا پی لیا اور عورتوں کے پاس ہو آیا۔ اگر اس
کا نام زندگی ہے تو بتلاؤ کہ حیوانوں میں اور اس میں کیا فرق ہے؟.... جس قدر جرائم
معاصی اور غفلت وغیرہ ہوتی ہے ان سب کی جڑ خدا شناسی میں نقص ہے۔ اسی نقص کی وجہ
سے گناہ میں دلیری ہوتی ہے۔ بدی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور آخر کار بدچلنی کی وجہ سے
آتشک کی نوبت آتی ہے پھر اس سے جذام ہوتا ہے جس کی نوبت موت تک پہنچتی
ہے۔ حالانکہ بدکار آدمی بدکاری میں لذت حاصل نہ کرے تو خدا تعالیٰ اسے لذت اور طریق
سے دے دے گا یا اس کے جائز وسائل بہم پہنچاوے گا مثلاً اگر چور چوری کرنا ترک کردے
تو خدا تعالیٰ اسے مقدر رزق ایسے طریق سے دے گا کہ حلال ہو اور حرام کار حرام کاری نہ
کرے تو خدا تعالیٰ نے اس پر حلال عورتوں کا دروازہ بند نہیں کر دیا۔ اسی لئے بدنظری اور
بدکاری سے بچنے کے لئے ہم نے اپنی جماعت کو کثرت ازدواج کی بھی نصیحت کی ہے کہ تقویٰ

کے لحاظ سے اگروہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا چاہیں تو کر لیں مگر خدا تعالیٰ کی معصیت کے
مرتکب نہ ہوں۔ پھر گناہ کر کے جو شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے

(23) گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لئے اس قدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے
تدبیر کا اور اس قدر دعا کرے جو حق ہے دعا کا۔ جب تک یہ دونوں اس درجہ پر نہ ہوں اس
وقت تک انسان تقویٰ کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا اور پورا متقی نہیں بنتا

(24) دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے۔ جب یہ حالت ہوگی تو گناہ
دور ہونے شروع ہو جائیں گے۔ معرفت بھی ایک شے ہے جو کہ گناہ سے انسان کو روکتی ہے
جیسے جو شخص سم الفار، سانپ، اور شیر کو ہلاک کرنے والا جانتا ہے تو وہ ان کے نزدیک نہیں
جاتا ایسے جب تم کو معرفت ہوگی تو تم گناہ کے نزدیک نہ پھٹکو گے۔ اس کے لئے ضروری
ہے کہ یقین بڑھاؤ اور وہ دعا سے بڑھے گا اور نماز خود دعا ہے

(25) گناہ دو طرح پر ہوتے ہیں ایک گناہ غفلت سے ہوتے ہیں جو شباب میں ہو جاتے
ہیں۔ دوسرے بیداری کے وقت میں ہو جاتے ہیں جب انسان پختہ عمر کا ہو جاتا ہے۔ ایسے
وقت میں جب گناہوں سے راضی نہیں ہوگا اور ہر وقت استغفار کرتا رہے گا تو اللہ اس پر
سکینت نازل کرے گا اور گناہوں سے بچائے گا، گناہوں سے پاک ہونے کے واسطے بھی
اللہ تعالیٰ ہی کا فضل درکار ہے جب اللہ تعالیٰ اس کے رجوع اور توبہ کو دیکھتا ہے تو اس کے دل
میں غیب سے بات پڑ جاتی ہے اور گناہوں سے نفرت کرنے لگتا ہے اور اس حالت کے پیدا
ہونے کے لئے حقیقی مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا (العنکبوت:

(70

(26) موت ہر وقت قریب ہے اور یہی زندگی دار العمل ہے مرنے کے ساتھ ہی عمل
کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جس وقت زندگی کے دم پورے ہوئے پھر کوئی قدرت اور توفیق
کبھی عمل کی نہیں ملتی خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو مگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کوئی عمل
نہیں کر سکو گے اور ان گناہوں کی تلافی کا وقت جاتا رہے گا اور اس بد عملی کا نتیجہ
آخر بھگتنا پڑے گا

(27) گناہوں سے بچنا، یہ تو ادنیٰ سی بات ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیے کہ گناہوں سے
بچ کر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے جب وہ گناہوں سے بچے
گا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اس کا دل برکت سے بھر جائے گا یہی انسان کی زندگی
کا مقصد ہے..... اسی طرح پر انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہوں کی گندگی سے ناپاک
ہو رہا ہے اور گھناؤنا اور متعفن ہو جاتا ہے پس پہلے تو چاہیے کہ گناہ کی چرک کو توبہ
استغفار سے دھو ڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے پھر اس کی
بجائے ذکر الٰہی کرتا رہے اور اس سے اس کو بھر ڈالے

(28) یاد رکھو گناہ کی زندگی سے موت اچھی ہے

کیونکہ گناہ کی زندگی مجرمانہ زندگی ہے اگر اس پر موت وارد نہ ہو تو یہ سلسلہ لمبا ہو جاتا ہے لیکن
جب موت آ جاتی ہے تو کم از کم گناہ کا سلسلہ لمبا تو نہیں ہوتا اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان
خود کشی کر لیوے بلکہ انسان کو چاہیئے کہ اس زندگی کو اس قدر قبیح خیال کر کے اس سے نکلنے

کے لئے کوشش کرے اور دعا سے کام لے .... دعا بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک موت ہی ہے جب اس موت کو انسان قبول کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مجرمانہ زندگی سے جو موت کا موجب ہے، بچا لیتا ہے اور اس کو ایک پاک زندگی عطا کرتا ہے

(29) اس وقت جیسے طاعون پھیلی ہے اور سوائے خدا کے خاص فضل کے نجات نہیں۔ اسی طرح گناہ کی طاعون ہے اور اس سے بچنے کے لئے بھی خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔ جیسے جسمانی حالت اور قویٰ میں دیکھا جاتا ہے کسی کی کوئی قوت کمزور ہوتی ہے اور کسی کی کوئی، یہی حال گناہوں کا ہے کہ بعض انسان خاص گناہوں کے ترک پر تو قادر ہوتے ہیں اور دوسرے گناہوں کے ترک میں کمزور۔ پس جس گناہ کے چھوڑنے میں جب اپنے آپ کو کمزور پاوے اس کو نشانہ بنا کر دعا کرے تو اسے فضل خدا سے قوت عطا ہوگی

م-5

(30) اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اس کھانے میں جو اس کے آگے رکھا ہے زہر ہے تو وہ ہرگز کبھی ایک لقمہ بھی کھانے میں سے نہ اُٹھائے گا اگر کسی گاؤں میں طاعون ہو اور لوگ مر رہے ہوں تو کوئی شخص اس گاؤں میں جانے کا حوصلہ نہیں کرتا جس کو معلوم ہو کہ جنگل میں شیر رہتا ہے وہ اس جنگل میں ہرگز داخل نہیں ہوتا ان سب کا اصل، علم اور معرفت ہے۔ جس چیز کا علم انسان کو بخوبی ہو جاوے اور اس کے متعلق معرفت تام پیدا ہو جاوے انسان اس کے خلاف بالکل نہیں کر سکتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ گناہ کو ترک نہیں کرتے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا کامل علم اور معرفت تام ان کو حاصل نہیں۔ یہ

جو کہا جاتا ہے اور اقرار کیا جاتا ہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں یہ صرف ایک رسمی ایمان ہے ورنہ دراصل گناہ سوز معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ حاصل ہو تو ممکن ہی نہیں ہے کہ انسان پھر گناہ کر سکے

(31) معمولی گناہوں کے واسطے محاسبہ اور مواخذہ کا دن قیامت ہے لیکن وہ گناہ جس پر خدا تعالیٰ بڑی غیرت دکھلاتا ہے وہ اس کے فرستادوں کی تکذیب اور ان کے ساتھ شوخی سے پیش آنا ہے۔ جبکہ شوخی حد سے بڑھ جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو دکھ دیا جاتا ہے اور اُن کے برخلاف ظلم اور شرارت اور بدمعاشی سے کام لیا جاتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو اس دنیا میں عذاب کا مزہ چکھاتا ہے.... اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے

مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم (النساء: 148) یعنی اگر تم شکریہ ادا کرو اور ایمان لاؤ تو خدا نے تمہیں عذاب کر کے کیا لینا ہے۔ یہ تمہارے بد اعمال ہی تم کو عذاب میں گراتے ہیں بعض لوگ زبان سے استغفر اللہ کرتے جاتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اس سے کیا مراد ہے مطلب تو یہ ہے کہ پچھلے گناہوں کی معافی خلوص دل سے چاہی جائے اور آئندہ کے لئے گناہوں سے باز رہنے کا عہد باندھا جائے اور ساتھ ہی اس کے فضل و امداد کی درخواست کی جائے

(33) سب سے بڑا گناہ مامور من اللہ کا انکار ہے غور کر کے دیکھو تو معلوم ہو جائے گا کہ سب سے بڑا گناہ یہ کیوں ہے۔ جس قدر گناہ ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کے احکام کی

نافرمانبرداری سے پیدا ہوتے ہیں اور خدا کے احکام ماموروں کی معرفت دنیا پر ظاہر ہوتے ہیں پس جب ان احکام کے لانے والے کو نہ مانا جائے تو گویا اللہ کے کسی بھی حکم کو نہ مانا کیونکہ جس نے اللہ کی مرضی ظاہر کرنی تھی جب اس کا انکار کیا تو اس کی رضامندی کی راہوں کا کیونکہ علم ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہودی باوجود خدا کو ماننے، نماز روزہ کرنے کے بندر، سؤر کہلائے

(34) صرف ترک ذنوب ہی نیکی کی شرط نہیں بلکہ کسب خیر بھی اعلیٰ جزو ہے کوئی انسان کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دونوں قسم کے شربت پی نہیں لیتا۔ سورۃ دہر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک شربت کافوری ہوتا ہے اور دوسرا شربت زنجبیلی۔ مقربوں اور برگزیدہ لوگوں کو دونو

شربت پلائے جاتے ہیں کافوری شربت کے پینے سے انسان کا دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور گناہ کے قویٰ ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں کافور میں گندے مواد کے دبانے کی تاثیر ہے پس وہ لوگ جن کو شربت کافوری پلایا جاتا ہے ان کے گناہ والے قویٰ بالکل دب ہی جاتے ہیں اور پھر ان سے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہی نہیں اور ایک قسم کی سکینت جس کو شانتی کہتے ہیں میسر آجاتی ہے اور ایک نور پانی کی طرح اترتا ہے جو ان کے سینے میں سے سارے گندوں کو دھو ڈالتا ہے اور سفلی زندگی کے تمام تعلقات ان سے الگ کر دیئے جاتے ہیں۔

35۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک دو بڑے ہی سخت گناہ میں اول افترا اور تقول علی اللہ یعنی یہ کہ کوئی شخص دعویٰ کرے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے یا وحی یا الہام کرتا ہے حالانکہ اسے نہ

کوئی وحی ہوتی ہے اور نہ الہام ---جھوٹی خواب بنا لینا بھی اس میں داخل ہے ---دوسرے وہ شخص خدا تعالیٰ کے بڑے سخت غضب اور عتاب کا مورد ہو گا جو ایک صادق اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کا انکار کرتا ہے۔

36۔ انسان معاصی اور جرائم کی مرض سے تب ہی نجات پا سکتا ہے کہ اسے چور اور سانپ وغیرہ سے بڑھ کر ان کے مضر اور نقصان دہ ہونے کا یقین ہو۔ خدا کا جلال۔ اس کی عظمت اور جبروت ہر وقت اس کے مدنظر ہو۔ انسان اپنی حرص و خواہش اور دلی آرزو کو بھی ترک کر سکتا ہے مثلاً ایک ذیابیطس کا مریض جس کو ڈاکٹر کہدے کہ شیرینی کا استعمال بالکل ترک دو۔ پھر اپنی جان کی خاطر میٹھے کو چھوتا بھی نہیں۔ پس یہی حال روحانی حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی کا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کا جلال سچے طور سے اس کے دل میں گھر کر چکا ہو تو پھر اس کی نافرمانی کو آگ کے کھانے سے اور موت سے بھی بدتر محسوس کرے گا۔ --- خدا تعالیٰ کی صفات کا یقینی علم ایک ہیبت ناک بجلی سے بھی زیادہ اثر رکھتا ہے اس کے اثر سے تو لوگ سر ڈال دیتے اور گردن جھکا دیتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ جس قدر کسی کا یقین بڑھا ہوا ہو گا اُسی قدر وہ گناہ سے اجتناب کرے گا

37۔ یہ بات کہ انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے خلاف کاموں سے بالکل دست کش ہو جائے اور گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اسے آگ کھانے سے بھی بدتر نظر آوے اور خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی دنیوی جاہ و جلال کا رعب داب اس پر اثر نہ کرے بلکہ یہ ماسویٰ اللہ کو بجز ارادہ الٰہی کسی کے نفع اور ضرر پہنچانے میں ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح سمجھے اور ایسا ہو

جاوے کہ اس کا سکون اور اس کی حرکت اور اس کے تمام افعال خدا تعالیٰ کی مرضی کے تابع
ہو جاویں اور یہ اپنے آپ سے فنا ہو کر خدا تعالیٰ میں محو ہو جائے۔ یہ تمام امور انسانی طاقت
سے بالاتر ہیں۔ انسان کی اپنی طاقت نہیں کہ ان سب فضائل کو حاصل کر سکے اور تمام رزائل
ے بکلی پاک ہو سکے سو اس غرض کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ وہ دنیا میں
ایک انسان کو مامور کر کے بھیجا کرتا ہے اور اپنے عجائبات قدرت اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتا
ہے اس کی دعائیں قبول کر کے اس کو اطلاع دیتا ہے اس پر مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا
ہے اور اس کے ہاتھ پر ایسے ایسے خارق عادت معجزات اور غیبی امور ظاہر کرتا ہے جن سے
سفلی خیالات کے انسان عاجز ہوتے ہیں اور ایسے چمکتے ہوئے اور ہیبت ناک امور اس کی
تائید میں ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کے دل نُور عرفان اور لذت یقین سے پر ہو کر گویا خدا کو دیکھ
لیتے ہیں اور اس طرح سے خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت، سطوت اور ہیبت کے نظارہ
کرنے سے ان کے دلوں میں سے غیر اللہ اور تمام گندی اور نفسانی خوہشات جو گناہ کا مبداء
ہوتی ہیں جل جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا جلال اور کبریائی ان کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔
غرض اس طرح سے وہ ایک جماعت پاک دل انسانوں کی تیار کر دیتا ہے۔

گناہ سوز حالت جب ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اپنے جلال اور ہیبت کو دنیا میں ظاہر کرتا
ہے۔

38۔ خدا تعالیٰ کی ذات انسان کی زندگی کے واسطے ایک دائمی راحت اور خوشی کا
سر چشمہ ہے جو شخص اس سے الگ ہوتا ہے یا کسی نہ کسی پہلو سے اس کو چھوڑتا ہے اس

حالت میں کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے گناہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے فطرت انسان پر نظر ڈال کر
جو اعمال باریک در باریک رنگ میں خود انسان کی اپنی ہی ذات کے واسطے مضر پڑنے والے
تھے ان کا نام بھی گناہ رکھا۔ گو بعض اوقات انسان ان کی مضرت کو نہ سمجھ سکتا ہو۔ مثلاً چوری
کرنا اور دوسروں کے حقوق میں دست اندازی کر کے ان کو نقصان پہنچانا گویا خود اپنی پاک
زندگی کو نقصان پہنچانا ہے۔ زانی کا زنا کرنا اور دوسروں کے حق میں دست درازی کرنا خود
اپنی فطرت کی پاکیزگی کو برباد کرنا اور طرح طرح کی مشکلات جسمانی روحانی میں مبتلا ہونا
ہے۔ اسی طرح سے وہ امور بھی جو فطرت انسانی کی پاکیزگی اور طہارت کے خلاف ہوں
گناہ کہلاتے ہیں۔ اور پھر ان امور کے لوازم قریبہ یا بعیدہ بھی گناہ کے ضمیمہ ہی سمجھے جاتے
ہیں خدا تعالیٰ جو سب سے بڑا اور سب سے زیادہ علم والا، انسان اور ذرہ ذرہ کا خالق حقیقی
ہے اور وہ انسان کے خواص کا خالق اور دانا ہے وہ اپنی کامل حکمت اور کامل علم سے ایک بات
تجویز کرتا ہے کہ یہ تمہارے حق میں مضر ہے۔ تو انسان ہاں سلیم الفطرت انسان کا یہ کام نہیں
کہ اس کی خلاف ورزی کرے۔

۔۔۔۔ جن باتوں کو خدا اپنی تقدیس کی وجہ سے پسند نہیں کرتا وہی گناہ ہے۔ یاد رکھو گناہ کی جڑ
وہی امور ہیں جو خدا سے بعید کرتے ہیں۔ خدا کی تقدیس کے خلاف ہیں۔

نمبر شمار	حوالے	جلد وصفحہ نمبر ملفوظات
(1-2)	الحکم۔17 جنوری 1902ء	م۔2
(3)	31 جولائی	56
(4)	31 اگست	26
(5)	//	280
(6)	31 اکتوبر	398
(7)	البدر 7 نومبر	444
(8)	البدر 12	558
(9)	الحکم 10 جنوری	605
(10-11)	//	606
(12)	3	610-607

منقول از ٹریکٹ حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت الوجود۔م۔3- 44-33

حوالے	جلد وصفحہ نمبر ملفوظات
(4-5) البدر 6 مارچ 1903ء//	83
(6) الحکم 28 فروری 1903ء//	99
(7) الحکم 10 مارچ//	103
(8) الحکم 28 فروری	108
(9) الحکم 10 مارچ 1903ء	139
(10) الحکم 24 مارچ 1903ء//	165-166
(11) البدر 3 اپریل//	172
(12) الحکم 31 مارچ//	175
(13) البدر 13 اپریل//	180
(14) الحکم 31 مئی 1903ء	314
(15-16) الحکم 17 جون	321-323

نمبر شمار حوالے	جلد وصفحہ نمبر ملفوظات
(17) الحکم 30 جون 1903ء	344
(18) البدر 26 جون 1903ء	346
(19) الحکم 17 اگست 1903ء	386-387
(20) البدر 14 اگست 1903ء	393
(21) البدر 14 اگست 1903ء	401
(22) البدر 8 جنوری 1904ء	496
(23) البدر 24 فروری 1904ء	520
(24) البدر 8 مارچ 1904ء	590
(25) الحکم 10 مارچ 1904ء	602
(26) البدر 16 مارچ 1904ء	608
(27) الحکم 31 مارچ 1904ء	610
(28) الحکم 17 اپریل 1904ء	616
(29) البدر 16 اپریل 1904ء	621-622
(30) الحکم 24 جولائی 1906ء	42
(31) البدر 21 مارچ 1907ء	176
(32) الحکم 10 ستمبر 1907ء	271
(33) البدر 16 جنوری 190ء	431
(34) الحکم 10 مئی 1908ء	562
(35) الحکم 6 اگست 1908ء	585
(36) الحکم 6 اگست 1908ء	594-595
(37) الحکم 6 اگست 1908ء	595-596
(38) الحکم 2 جون 1908ء	622-623

1۔ دنیا میں انسان صرف تین وجہ سے گناہ سے رک سکتا ہے۔

ا۔ یہ کہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو۔ ۲۔ یہ کہ کثرت مال جو بدمعاشیوں کا ذریعہ ہے اس کی بلا سے بچے۔ ۳۔ یہ کہ ضعیف اور عاجز ہو کر زندگی بسر کرے۔ حکومت کا زور پیدا نہ ہو۔

2۔ گناہ کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو۔ جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گناہ گار رکھا جاتا ہے۔

3۔ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پرجوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو۔ (مال کی کمی بھی رسول اکرم کی حدیث کے مطابق کفر اور جرم کا موجب بن جاتی ہے اصل بات مال اور حکومت کا استعمال ہے۔ اس کا دارومدار اسکے نیک یا بد استعمال پر ہے۔

Nothing is Good or Bad but Thinking Makes it so

ہاں یہ سچ ہے مال اور حکومت اکثر محرک جرم بنتے ہیں۔ خاکسار۔ مرتب) اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے۔ اور اس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ پس خشکی کی طرح گناہ اس پر غلبہ کرتا ہے سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طور سے ہے۔

ا۔ محبت ۲۔ استغفار۔ جس کے معنی ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش۔ کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ ۳۔ تیسرا علاج

توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے تذلل کے ساتھ خدا کی طرف پھرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے تئیں باہر نکالنا۔

4۔ غرض گناہ کے دور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔ لہٰذا وہ تمام اعمال صالحہ جو محبت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں۔

5۔ اسباب گناہوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے گناہ بھی مختلف ہوتے ہیں اور ہر ایک گناہ کا بھی کا ایک محرک اور جذاب ہے۔ مثلاً فاقہ و تنگدستی کی وجہ سے چوری اور جیب تراشی اور بوجہ کثرت عیال و قرض وعدہ خلافی و حیلہ جوئی و جھوٹ۔ ہر صحبت کی تاثیر ہے۔ اور جس کی شر مخالطت کی وجہ سے مستحکم ہو گئی اس کا علاج مشکل ہے۔ اور جو بدی میں جوان اور بوڑھا ہوا اس کی بدی قوی ہے۔ ایسا شخص اموال و جائیداد کی طرف میلان میں بڑھا ہوا اور دنیا کی ہر چیز کا خواہاں ہو گا وہ بڑھاپے کے علاج اور نسخہ کیمیا وغیرہ کی تلاش میں رہتا ہے۔

6۔ بعض بدیاں بعض عقائد سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً نیوگ وغیرہ۔

7۔ پس گناہوں سے بچنے کیلئے اس نور کی تلاش میں لگنا چاہیے جو یقین کی کرار فوجوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہوتا اور ہمت بخشتا اور قوت بخشتا اور تمام شبہات کی غلاظتوں کو دھو دیتا اور دل کو صاف کرتا اور خدائی ہمسائیگی میں انسان کا گھر بنا دیتا ہے۔ (یعنی مقام ولایت عطا کرتا ہے اللہ کا ولی بناتا ہے خاکسار۔ مرتب) پس افسوس ان لوگوں پر کہ بچوں کی گرد و غبار میں کھیلتے اور کوئلوں میں لیٹتے ہیں اور پھر آرزو کرتے ہیں کہ ہمارے کپڑے سفید رہیں۔ اور حقیقی نور کو تلاش نہیں کرتے۔

8۔درحقیقت انسان کی نجات اسی پر موقوف ہے کہ یا تو وہ خود ایسا شخص ہو جو براہ راست خداتعالیٰ سے شرف مکالمہ ومخاطبت رکھتا ہے۔۔۔۔یا وہ شخص نجات پا سکتا ہے جو ایسے شخص کا ہم صحبت اور اس کے دامن سے وابستہ ہے (جو الہام یافتہ ہے۔مرتب) کیونکہ ظاہر ہے کہ جس قدر دنیا میں گناہ پیدا ہوئے ہیں۔ان کی یہی وجہ ہے کہ جس قدر انسان کو دنیا کی لذات اور دنیا کی عزت اور دنیا کے مال ومتاع پر یقین ہے۔یہ یقین آخرت پر نہیں (اگر آخرت اور اس کی جزا سزا پر یقین ہو تو انسان گناہ، جرم سے بچتا رہے۔مرتب) صحابہؓ کے زمانہ میں تو یقین کے چشمے جاری تھے اور وہ خدائی نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور انہیں نشانوں کے ذریعہ سے خدا کی کلام پر انہیں یقین ہو گیا تھا اس لئے ان کی زندگی نہایت پاک ہو گئی تھی۔

9۔اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔

10۔گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔خدا کی نافرمانی ایک گندی موت سے اس سے بچو۔

11۔جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

12۔کامل محبت اور کامل خوف یہی دونوں چیزیں ہیں جو گناہ سے روکتی ہیں۔۔۔غرض انسان نہ بدی سے رک سکتا ہے نہ محبت میں ترقی کر سکتا ہے جب تک کہ کامل معرفت اس کو نصیب نہ ہو اور کامل معرفت نہیں ملتی جب تک کہ انسان کو خداتعالیٰ کی طرف سے زندہ

برکات اور معجزات نہ دیئے جائیں۔

13۔بن دیکھے کیسے پاک ہو انسان گناہ سے ＿ اس چاہ سے نکلتے ہیں لوگ اسکی چاہ سے

جب تک خدائے زندہ کی تم کو خبر نہیں ＿ بے قید اور دلیر ہو کچھ دل میں ڈر نہیں

سو روگ کی دوا یہی وصل الٰہی ہے ＿ اس قید میں ہر ایک گناہ سے رہائی ہے

ناپاک زندگی ہے جو دوری میں کٹ گئی ＿ دیوار زہد خشک کی آخر کو پھٹ گئی

14۔اب جب ہم قرآن شریف کو دیکھتے ہیں تو ہم اس میں کھلے طور پر وہ وسائل پاتے ہیں جن سے خداتعالیٰ کی معرفت تامہ حاصل ہو سکے اور پھر خوف غالب ہو کر گناہوں سے رک سکیں۔کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نصیب ہوتا ہے اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں اور انسان خدا سے علم غیب پاتا ہے۔۔۔۔دعائیں قبول ہو کر اطلاع دی جاتی ہے اور ایک دریا معرفت کا جاری ہو جاتا ہے جو گناہ سے روکتا ہے۔

15۔گناہ ایک زہر ہے جو اول صغیرہ سے شروع ہوتا ہے اور پھر کبیرہ ہو جاتا ہے اور انجام کار کفر تک پہنچا دیتا ہے۔(اس لئے انگریزی میں محاورہ ہے۔Nip The Evil In The Bud یعنی بدی کو آغاز میں ہی روک دینا چاہیے۔قرآن حدیث سابقہ آسمانی کتب اور تشریحات مسیح موعود کی رو سے گناہ، جرم کفر بلکہ موت ہے۔ایمان، صالح اعمال زندگی ہے خاکسار مرتب)۔

16۔قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔۔۔۔وہ دل کی آنکھ کو کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کر دیتا ہے۔

17۔غرض اسی طرح اپنے کلام اور کام کے ساتھ اپنا وجود اس پر ظاہر کر دیتا ہے تب وہ ہر ایک گناہ سے پاک ہو کر اس کمال تک پہنچ جاتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے اور بغیر اس کے ممکن نہیں کہ کوئی کسی گناہ سے پاک ہو سکے۔سب سے زیادہ انسان کے لئے مشکل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر اس کو یقین آجاوے اور اس کے دل میں یہ ایمان پیدا ہو کہ اس کی اطاعت سے دونوں جہانوں میں راحت اور آرام ملتا ہے اور اس کی نافرمانی تمام دکھوں کی جڑ ہے۔پس اگر یہ معرفت پیدا ہو جائے تو پھر خود بخود انسان گناہ سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔

18۔یاد رہے کہ گناہ کی رغبت کا جذام نہایت خطرناک جذام ہے اور یہ جذام کسی طرح دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا کی زندہ معرفت کی تجلیات اور اس کی ہیبت اور عظمت اور قدرت کے نشان بارش کی طرح وارد نہ ہوں اور جب تک کہ انسان خدا کو اس کی مہیب طاقتوں کے ساتھ ایسا نزدیک نہ دیکھے جیسے وہ بکری کہ جب شیر کو دیکھتی ہے کہ صرف وہ اس سے دو قدم کے فاصلے پر ہے۔

نمبر شمار	حوالے	جلد وصفحہ نمبر روحانی خزائن	
1	نور القرآن	ر/خ-9	343
2	نور القرآن	//	418
3	چار سوالوں کے جواب	ر/خ-12	328
4	چار سوالوں کے جواب	16//	330
5	لجة النور	16//	440
	لجة النور	16//	442
6	لجة النور	16//	442
7	کتاب البریہ	13//	64
8	نزول المسیح	18//	468
9	کشتی نوح	19//	12
10-11	کشتی نوح	19//	18
12	براہین احمدیہ پنجم	21//	7
13	نصرت الحق	21//	17
14	لیکچر لاہور	20//	167
15	لیکچر لدھیانہ	20//	287
16	چشمہ معرفت	23//	

نمبر شمار	حوالے		جلد وصفحہ نمبر روحانی خزائن
17	چشمہ معرفت	53	421
18	چشمہ معرفت حصہ اول	293	306

اے اسیرِ عقل خود بر ہستئ خود کم بناز ‖ کیں سپہرِ بوالعجائب چوں تو بسیار آورد

اے اپنی عقل کے قیدی اپنی ہستی پر ناز نہ کر کہ یہ عجیب آسمان تیری طرح کے بہت سے آدمی لایا کرتا ہے

غیر را ہرگز نمے باشد گذر در کوئے حق ‖ ہر کہ آید زآسماں اُو رازِ آں یار آورد

خدا کے کوچہ میں غیر کو ہرگز دخل نہیں جو آسمان سے آتا ہے وہی اس یار کے اسرار ہمراہ لاتا ہے

منصفِ اعظم

روزنامہ الفضل ربوہ — 6 — 8 جنوری 1992ء

منصف اعظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مصنف ملک محمد سلیم صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کچھ عرصہ ہوا حضرت امام جماعت (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا "اگر وہ واقعی امن عالم کے خواہاں ہیں تو جیسا کہ میں نے ان کو مشورہ دیا ہے وہ انصاف پر قائم ہو کر جو نہ مشرق جانتا ہے نہ مغرب نہ شمال اور جنوب کی تقسیم سے واقف ہے بلکہ محض اللہ کو پیش نظر رکھ کر نظریہ انصاف پیش کرتا ہے اس اسلامی انصاف پر قائم رہ کر اگر یہ اپنے تنازعات کو حل کرنے یا دنیا کے تنازعات اور جھگڑوں کو حل کرنے کی کوشش کریں گے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کو امن نصیب ہو سکتا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست شفقت سے یہ امن نصیب ہو سکتا ہے کیونکہ ایک ہی نبی ہے جس کو رحمت للعالمین قرار دیا گیا ہے پس جسے خدا نے سب دنیا کی قوموں اور سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس کے سامنے جب تک تم دست سوال نہیں بڑھاتے جب تک اس سے فیض نہیں پاتے تم دنیا کو امن نہیں عطا کر سکتے اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کو ایک عالمگیر جہاد شروع کر دینا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو" ہم سمجھتے ہیں کہ اسی سعی مسلسل کے ارادے کا ایک اظہار مکرم ملک محمد سلیم صاحب کی تصنیف منصف اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ظاہر ہوا ہے کون نہیں جانتا اور کس کو اس بات کا شدت سے احساس نہیں کہ اس وقت دنیا کو سب سے زیادہ ضرورت انصاف کی ہے چھوٹے اور بڑے غریب اور امیر محکوم اور حاکم سب کو سب سے زیادہ ضرورت زندگی کے معتدل طریق پر بسر کرنے کے لئے عدل کی ہے یہ عدل کہاں سے مل سکتا ہے اور کس طرح مل سکتا ہے یہ تفصیل معلوم کرنے کے لئے مکرم محمد سلیم صاحب کی تصنیف "منصف اعظم" مطالعہ کے لائق ہے مکرم سلیم صاحب کہتے ہیں کہ امید ہے اس کتاب کی اشاعت سے احباب جماعت کو بہت سارے تنازعات و خصومات ختم کرنے میں مدد ملے گی اگرچہ کتاب کی ضخامت تو کچھ زیادہ نہیں 128 صفحات پر مشتمل ہے لیکن خدا کے فضل سے اس میں بہت سا علم سمو دیا گیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ اس کتاب کے قارئین اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے اور جیسا کہ ملک صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے اگر کہیں کوئی تنازعہ کھڑا ہو گا تو اس کتاب کی روشنی میں اسے حل کرنے کی کوشش کریں گے ہم مکرم ملک محمد سلیم صاحب شاہد کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں کہ آپ نے اس مختصر سی کتاب میں اس قدر زیادہ اور اتنی اہم باتوں کا ذکر کر دیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

(ن - س)

ہفت روزہ لاہور

انتقاد

منصفِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف ملک محمد سلیم شاہد 8/22 x 18 سائز کے 128 صفحات پر مشتمل زیر نظر تصنیف درج ذیل چودہ ابواب پر منقسم ہے

"قیام عدل آنحضرت کا فرض منصبی اصول شہادت آپؐ کے زمانہ میں صوبائی عدلیہ مدینہ کا آئین اخلاق و قانون کا حسین گلدستہ قصاص ودیت دربار رسول کے فیصلے قذف قضا کے عہدے کی خواہش تمام زمانوں اور قوموں کے لئے منصف اعظم رسول اللہ کے عہد میں نظام عدل زنا کی سزا رجم حجتہ الوداع کا خطبہ اور عدل کی رسی جسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقوام عالم میں امن پیدا کرنے کے لئے لٹکایا تھا پھر ہر باب کے مرکزی موضوع سے متعلقہ جزئیات و تفاصیل کو ذیلی عنوانات دے کر ان کے تحت ثقہ و مستند مواد مہیا کرنے کی ایک مثال باب نمبر5 اخلاق و قانون کا حسین گلدستہ حضرت مسیح کی ناقابل عمل نرمی کی تعلیم یہودیوں کی سختی اور قانون پرستی پر مبنی تعلیم منصف اعظم کی افراط تفریط سے پاک تعلیم قرض اور سود کے بارے میں تعلیم عفو و درگزر کے بحر بیکراں معاف کرنے سے درجہ بلند ہوتا ہے احسان کی حسین تعلیم اور نرمی جس چیز میں بھی ہو اسے حسین بنا دیتی ہے اس میں کیا شک ہے کہ حقیقی امن عالم مشروط ہے محض اللہ کو پیش نظر رکھ کر نظریہ انصاف پیش کرنے والے اسلامی انصاف سے جس کا کامل اور لائق صد تقلید نمونہ موجود ہے منصف اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں جنہیں رب جلیل و قدیر نے رحمت اللعالمین قرار دیا اور تمام قوموں اور سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا زیر نظر تصنیف میں اسی وجود باجود صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل و اکمل نمونہ کی تفاصیل بیان ہوئی ہیں جن کے مطالعہ کے بعد بغیر کسی تامل کے کہا جا سکتا ہے کہ فاضل مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پرنور کی حیات طیبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرامین کے عدل و قیام عدل سے متعلقہ حصے کو ایسے جدید رنگ میں پیش کیا ہے جو دور حاضر کے جدت پسند ذہنوں کو بھی اپیل کرے گا اور اس خریطہ تحقیق کا صاحبان فکر و نظر کے حلقوں میں خوش گوار ہاتھوں سے خیر مقدم ہو گا اللہ کرے عمدہ ٹائپ دیدہ زیب طباعت دبیز دو رنگا سرورق قیمت صرف تیس روپے

(ث-ز).

مسلمان امن کا شہزادہ

محمد سلیم ملک نے دل سوزی کے ساتھ اس موضوع پر بحث کی ہے کہ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ امین، ایمان، مومن، بیت اللہ، مومن کی صفات، فرقہ بندی اور دوسرے اہم ترین قومی مسائل کے متعلق محمد سلیم ملک کے خیالات واضح اور سبق آموز ہیں (روزنامہ جنگ راولپنڈی اتوار یکم مئی ۱۹۸۸ء) اس کتاب پر روزنامہ نوائے وقت نے اپنے تبصرے میں لکھا۔

"اس کتاب میں مسلمان پر جو ابدی حقیقت واضح کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان کے لہو میں ہی دلنوازی کا سلیقہ کچھ اس طرح رچا بسا ہے کہ وہ فتنہ پردازی، تخریب کاری، ہنگامہ آرائی اور فسق و فجور کا تصور بھی ذہن میں نہیں لا سکتا اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے بعد ہی کوئی شخص مسلمان کہلا سکتا ہے اور اسلام کا مادہ س ل م (سلم) ہے۔ جس کے معنی سلامتی اور آشتی کے ہیں۔ مسلمان صاحب ایمان ہوتا ہے اور ایمان کا لفظ امن سے بنتا ہے ..... زیر تبصرہ کتاب میں لفظ مسلم اور مومن پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور ان دونوں لفظوں کے لغوی اور اصطلاحی معانی اور ان کے مشتقات دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن و سنت کی روشنی میں دینی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی شعبوں پر حاوی تمام اوامر و نواہی پوری شرح و بسط کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اسلام امن و آشتی کا مبلغ ہے۔ مسلمان ایذا رساں ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کی فطرت اور اس کی طبع ہی کچھ ایسے خمیر سے اٹھی ہے کہ وہ ایذا رسانی سے اباء کرتا ہے۔ اور جو خلق خدا کے لئے ایذا رساں ہے تو وہ نام کا ہی مسلمان ہے اور بس! ورنہ ایک مسلمان نہ صرف اپنے گھر میں امن برپا کرتا ہے بلکہ خاندان، محلے، شہر، ملک اور آخر کار بین الاقوامی سطح پر امن کا شہزادہ بن کر ابھرتا ہے۔ عصر حاضر میں ہر سطح پر امن و سلامتی کا مسئلہ ایک سنگین صورت اختیار کر چکا ہے۔ ایسے پر آشوب دور میں اس قسم کے لٹریچر کو شائع کرنے اور اسے عام قاری تک پہنچانے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ کتاب اگرچہ مختصر سی ہے پھر بھی ہمارے خوابیدہ ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ بشرطیکہ ہمارے پاس گوش نصیحت نیوش ہو۔

(نوائے وقت میگزین ۱۲ فروری ۱۹۸۸ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
1.6.88

پیارے عزیزم ملک محمد سلیم صاحب (مربی سلسلہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط مع کتاب "مسلمان - امن کا شہزادہ" موصول ہوا - جزاکم اللہ احسن الجزاء - ماشاء اللہ اچھی کوشش ہے - اللہ تعالیٰ اسے بہتوں کی ہدایت اور روحانی ترقی کا ذریعہ بنائے اور نیک مقاصد کی تکمیل کا باعث بنے - اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں بہت زیادہ برکتیں عطا فرمائے اور سلسلہ کے لئے ہر لحاظ سے مفید وجود بنائے - گھر میں سب کو محبت بھرا سلام کہیں - بچوں کو پیار دیں -

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
16.6.88

پیارے عزیزم ملک محمد سلیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی کتاب کو مقبولیت بخشی۔ تبصرہ بھی بہت عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علمی اور دینی خدمات کی توفیق دے اور اپنے بے حساب فضلوں سے نوازے۔ بچوں کو میرا پیار دیں۔ والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

امام جماعت احمدیہ

لندن
۲۱-۶-۲۰۰۶

مکرم ڈاکٹر محمد ابراہیم منشا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات مقدسہ کا ایک پیارا گلدستہ "محبت الٰہی کا [illegible]" تیار کیا ہے۔ جزاکم اللہ۔ آپ نے کافی محنت صرف کی ہے۔ ماشاء اللہ بڑا اچھا مواد اکٹھا کیا ہے۔ جستہ جستہ یہ کتاب دیکھی ہے۔ بڑی فائدہ والی ہے اور آپ کی یہ کوشش بہت فائدہ مند ہوگی ان شاء اللہ۔ البتہ یہ یاد رکھیں کہ قرآن کی اپنی حیثیت ہے جو اس دنیا تک ان شاء اللہ قائم رہے گی! اللہ تعالیٰ آپ کی ایمان کو قبول فرمائے اور اس کتاب کی اشاعت کو ہر لحاظ سے بابرکت اور نافع الناس کرے۔ آمین۔ خدا میں ذکر کردہ حضرت مسیح موعود کی [illegible] اپنی جگہ خدا اور اس کے رسول سے عشق کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت دے کہ اور بھی ایسے مواد کو اکٹھا کریں۔ اللھم آمین۔

دعاؤں پہ زور دیں! فی امان اللہ

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد